https://farid.ps/articles/israel_stolen_name_land_lives/ur.html

اسرائیل: چوری شدہ نام، چوری شدہ زمین، چوری شدہ جانیں

امریکی ایوانجلیکل کی جدید اسرائیلی ریاست کے لیے حمایت پیدائش 12:3 کی ایک منتخب تشریح پر مبنی ہے: **"میں ان لوگوں کو برکت دوں گا جو تمہیں برکت دیتے ہیں، اور ان پر لعنت کروں گا جو تم پر لعنت کرتے ہیں۔"** امریکی ایوان کے اسپیکر **مائیک جانسن** جیسے سیاستدان اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ اسرائیل کے لیے سیاسی حمایت کو ایک مقدس فریضہ کے طور پر پیش کیا جا سکے۔ لیکن یہ تشریح ہزاروں سالوں کے مذہبی اور تاریخی ارتقاء کو ایک خطرناک حد تک سادہ مساوات میں سمیٹ دیتی ہے: جدید اسرائیل = بائبلی اسرائیل = الٰہی حمایت۔

یہ مضمون اس مفروضے کو چیلنج کرتا ہے، جو زمین اور اس کے لوگوں کی تاریخ میں **تسلسل** کو بحال کرتا ہے۔ عہد کے اصلی وارث کوئی قومی ریاست یا نسلی زمرہ طے نہیں کرتا، بلکہ الٰہی وحی کے ساتھ وفاداری کا **تسلسل** اور زمین پر باقی رہنے سے طے ہوتا ہے۔ اس پیمانے کے مطابق، یہ **فلسطینی** ہیں، نہ کہ جدید اسرائیلی ریاست، جو قدیم اسرائیل کی میراث کو سب سے قریب سے مجسم کرتے ہیں۔

غیر یہودیوں سے اسرائیلیوں تک: پہلا عہد

ارض اسرائیل - بائبلی زمین - کے ابتدائی باشندے جدید معنی میں "یہودی" نہیں تھے۔ وہ **غیر یہودی تھے**، کنعانی اور عبرانی، لیونٹ کے قبائلی لوگ۔ ان کی اسرائیل کے طور پر شناخت خون سے شروع نہیں ہوئی، بلکہ ایک عہد سے شروع ہوئی - جب وہ کوہ سینا پر کھڑے ہوئے اور تورات وصول کی - یہ وہ لمحہ تھا جب لوگ "منتخب" ہوئے، نہ کہ نسل یا جینیات کی بنیاد پر، بلکہ الٰہی رہنمائی قبول کرنے کے ذریعے۔

اسرائیلیوں سے عیسائیوں تک: ایک نیا وحی

جب **عیسیٰ (علیہ السلام)** تجدید اور ہمدردی کے پیغام کے ساتھ آئے، تو انہی لوگوں میں سے بہت سے نے انہیں **مسیحا** کے طور پر تسلیم کیا اور اسے **عہد کا اپ ڈیٹ** مان کر قبول کیا۔ وہ **پہلے عیسائی** بن گئے۔ یہودیت کو مسترد کر کے نہیں، بلکہ یہ مان کر کہ وہ پوری ہو چکی ہے۔ دوسرے۔ جنہوں نے عیسیٰ کو مسترد کیا۔ یہودی برادریوں میں رہے، لیکن ابتدائی عیسائیوں کے ساتھ پرامن طور پر ہم آہنگی میں رہے۔ صرف ایک چھوٹا، شدت پسند دھڑا نے مسیح کو دشمنی کے ساتھ مسترد کیا، اسے جھوٹا نبی قرار دیا اور کچھ تلمودی نصوص کے مطابق، اس کا مذاق اڑایا کہ وہ "جہنم میں گوبر میں ابل رہا ہے۔" یہ **اکثریت نہیں تھے**، اور اکثر ان کے پڑوسیوں نے انہیں مسترد کر دیا۔ جس کی وجہ سے **جلاوطنی** اور **تشتت** ہوا، خاص طور پر **مشرقی یورپ** کی طرف۔

عیسائیوں سے مسلمانوں تک: آخری وحی اور مسلسل موجودگی

جب **محمد (علیہ السلام)** آخری رسول کے طور پر آئے، تو انہی برادریوں میں سے بہت سے نے دوبارہ **عہد میں اگلا مرحلہ** قبول کیا۔ وہ **مسلمان** بن گئے، اس مذہبی تسلسل میں کوئی تضاد دیکھے بغیر: تورات سے انجیل اور پھر قرآن تک۔ دوسرے **عیسائی** رہے، لیکن زمین پر پرامن طور پر رہتے رہے۔ **وہ وہیں رہے**۔ رومی ظلم و ستم، بازنطینی حکمرانی، اسلامی خلافتوں، صلیبی حملوں اور عثمانی انتظامیہ کے ذریعے۔ **ان کی جڑیں نہ ٹوٹیں**۔

یہ آبادی۔ جو اب **فلسطینی** کے طور پر شناخت کی جاتی ہے۔ نے زمین کو نہیں چھوڑا۔ انہوں نے **زمین کی کاشت کی**، اس کی زبانیں بولیں اور اس کی روایات کو برقرار رکھا۔ وہ ان لوگوں کے **روحانی** اور **حیاتیاتی** اولاد ہیں جو سب سے پہلے سینا پر کھڑے ہوئے، مسیح کے ساتھ چلے اور مکہ کی طرف رخ کیا۔

صیہونیت کا عروج: ٹوٹنا، واپسی نہیں

اس کے برعکس، **جدید صیہونی تحریک** عہد کی تسلسل نہیں تھی، بلکہ اس سے **راد یکل ٹوٹ** تھی۔ اس کے بانی زیادہ تر **سیکولر** تھے، جو **یورپی نسلی قوم پرستی** سے متاثر تھے، نہ کہ مذہبی قانون سے۔ انہوں نے قدیم اسرائیل سے نسب کا دعویٰ کیا جبکہ مسیح اور محمد دونوں کو مسترد کیا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ ان برادریوں سے نہیں ابھرے جو زمین پر رہے، بلکہ ان **دشمنانہ جلاوطن اقلیتوں** سے جو نبوی رہنمائی کو مسترد کر چکے تھے اور صدیاں **پہلے جلاوطن** کر دیے گئے تھے۔

بہت سے صیہونی **مشرقی یورپی** برادریوں سے آئے، جو لیونٹ سے صدیوں کی جدائی سے متاثر ہوئے تھے۔ اگرچہ کچھ کے پاس مشرق قریب کی جزوی نسل تھی، ان کی میراث کا زیادہ تر حصہ **غیر ملکی سرزمینوں میں تبدیلی** اور **انضمام** سے آیا تھا۔ اور پھر

بھی، یہ وہی برادریاں ہیں جو اب زمین پر خصوصی الٰہی حقوق کا دعویٰ کرتی ہیں - ان لوگوں کے اولاد کو بے گھر کرتے ہوئے اور حتیٰ کہ ان کا قتل کرتے ہوئے جو کبھی نہیں گئے اور جنہوں نے ہر آئندہ الٰہی وحی کو قبول کیا۔

ناکبہ: عہد کا الٹ پھیر

جب 1948 میں ریاست اسرائیل قائم ہوئی، اس نے عہد کو بحال نہیں کیا - اس نے اس کی خلاف ورزی کی۔ لاکھوں فلسطینی، جن میں مسلمان، عیسائی اور یہودی شامل تھے، جلاوطن کر دیے گئے، ان کی جائیداد چھین لی گئی یا انہیں قتل کر دیا گیا - یہ تھی ناکبہ۔ جو یہودی فلسطینی باقی رہے، وہ اسرائیلی شہری بن گئے - لیکن عیسائی اور مسلم فلسطینی، جن کی جڑیں سینا اور اس سے پہلے تک جاتی ہیں، انہیں نکال دیا گیا۔

اس سانحے کو اور بھی بدتر بناتا ہے کہ بہت سے عیسائی اور مسلم فلسطینی یہودی فلسطینیوں کے پڑوسی، دوست اور حتیٰ کہ رشتہ دار تھے۔ برادریاں آپس میں جڑی ہوئی تھیں، جو نہ صرف خون سے، بلکہ مشترکہ زبان، رسومات اور زمین سے بھی بندھی ہوئی تھیں۔ آج، جو باقی رہے، وہ فوجی قبضے، محاصرے، بھوک اور بمباری کے تابع ہیں، جبکہ ان کے سابقہ پڑوسیوں کو ایک قوم پرست منصوبے کی خدمت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جو خود کو "اسرائیل" کہتا ہے لیکن اب عہد کی روح کی عکاسی نہیں کرتا۔

کتے کا نام سیزر رکھنا: جب علامتیں سچائی کا متبادل بن جاتی ہیں

ایک جدید ریاست کو "اسرائیل" کا نام دینا اور اس نام کی بنیاد پر الٰہی حقوق کا دعویٰ کرنا اس سے زیادہ جائز نہیں ہے کہ آپ اپنے کتے کا نام "سیزر" رکھیں اور اصرار کریں کہ وہ رومن سلطنت کا جائز وارث ہے۔ آپ اسے انگور کھلا سکتے ہیں، اسے توگا میں لپیٹ سکتے ہیں، اور اسے لاطینی میں بھونکنا سکھا سکتے ہیں - لیکن نام اسے شاہی اقتدار عطا نہیں کرتا۔ وہ لشکر طلب نہیں کر سکتا، گال میں ٹیکس جمع نہیں کر سکتا، یا کارتھیج پر دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نام ایک کارکردگی ہے، نہ کہ نسب؛ ایک اشارہ، نہ کہ جینیالوجی۔

پھر بھی، یہ وہی ہے جو صیہونیت نے کیا - ایک جدید سیاسی منصوبے کو قدیم عہد کی زبان میں لپیٹا، یہ فرض کرتے ہوئے کہ صرف علامت ہی روحانی اور علاقائی جواز عطا کرے گی۔ یہ ایک گمراہ کن رسم ہے: "اسرائیل" کے نام کو پکارنا، ہزاروں سال پہلے لکھے گئے ایک صحیفے کی طرف اشارہ کرنا، اور یہ دکھاوا کرنا کہ 1948 میں سیکولر قوم پرستی اور نوآبادیاتی تشدد کے ذریعے پیدا

ہونے والی ایک ریاست اس کی وارث ہے۔ اس طرح، صیہونیت عہد کو نئی شکل نہیں دیتی-یہ **اس کی نقل** کرتی ہے، اس کے اخلاقی جوہر کو خالی کرتی ہے جبکہ اس کے علامات کو ہتھیار بناتی ہے۔ اور جب مائیک جانسن جیسے ایوانجلیکل رہنما اس نقل کو بائبلی آیات کے ساتھ مقدس قرار دیتے ہیں، تو وہ الہی سچائی کا دفاع نہیں کر رہے ہیں-وہ **ایک بھیس کو برکت دے رہے ہیں۔**

ایوانجلیکل اندھاپن: نام کی پوجا، سچائی کی نہیں

امریکہ میں ایوانجلیکل عیسائی، جیسے مائیک جانسن، پیدائش **12:3 کی غلط تشریح** کرتے ہیں، اسے ایک ایسی جدید ریاست پر لاگو کر کے جس کی بنیادی نظریہ **مسیح** اور **محمد** دونوں کو **مسترد کرتا ہے**، اور جس کے اعمال **بائبل، تورات اور قرآن** کی بنیادی اخلاقی تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں-جو سب یہ مانتے ہیں کہ ایک معصوم جان کو تباہ کرنا ایک پوری دنیا کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ **"جو کوئی ایک جان کو تباہ کرتا ہے، اسے ایسا سمجھا جاتا ہے جیسے اس نے پوری دنیا کو تباہ کر دیا"** (سنیڈرین 4:5)۔ **"اسی لیے ہم نے بنی اسرائیل کے لیے یہ حکم دیا کہ جو کوئی ایک جان لیتا ہے، گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا"** (قرآن، المائدہ 5:32)۔یہ ثقافتی تجاویز نہیں ہیں؛ یہ **مقدس مطلق سچائیاں ہیں۔** ایک ایسی قوم کو برکت دینا جو دیواریں بناتی ہے، بم گراتی ہے، اور شہریوں پر محاصرہ اور بھوک نافذ کرتی ہے، یہ خدا کی اطاعت نہیں ہے-**یہ تین زبانوں میں توہین مذہب ہے۔**

نتیجہ: عہد ان لوگوں کے ساتھ رہتا ہے جو باقی رہے

زمین ان لوگوں کی نہیں جو اس کے نام کو پکارتے ہیں، بلکہ ان کی ہے جنہوں نے **اس کی تاریخ جیا**، جنہوں نے **اس کے ایمان کو اٹھایا**، اور جنہوں نے **اس کے انبیاء کی عزت کی۔** اسرائیل کی اصلی تسلسل اس ریاست میں نہیں جو اب اس کا نام رکھتی ہے، بلکہ **فلسطینی عوام** میں ہے-مسلمان، عیسائی اور یہودی-جنہوں نے الہی وحی کے ہر مرحلے کو قبول کیا اور اپنے آباؤ اجداد کی مٹی میں جڑیں جمائے رکھیں۔

موجودہ شکل میں اسرائیلی ریاست کی حمایت کرنا-جو جلاوطنی، تشدد اور نسلی امتیاز پر مبنی ہے-یہ ابراہیم کی نسل کو برکت دینا نہیں ہے؛ **یہ عہد پر لعنت ہے**-یہ موسیٰ، عیسیٰ یا محمد (سب پر سلامتی ہو) کے ساتھ صف بندی نہیں ہے، بلکہ فرعون، ہیرودس اور ابو لہب کے ساتھ ہے۔

وہ لوگ جو اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہیں جب وہ بچوں کو بھوکا رکھتا ہے، گھروں کو مسمار کرتا ہے، اور شہریوں کا قتل عام کرتا ہے، وہ برکت یافتہ نہیں ہوں گے۔ وہ ملعون ہوں گے۔ وہ کچھ وقت کے لیے دولت اور طاقت کے ساتھ عوامی جوابدہی سے خود کو بچا سکتے ہیں، لیکن وہ اپنی باقی زندگی انصاف سے بھاگتے اور چھپتے گزاریں گے۔ عدالتوں میں، ضمیر میں اور تاریخ میں۔ اور یہ صرف اس کا چھلکا ہوگا جو ان کے لیے آئندہ زندگی میں منتظر ہے۔

کیونکہ ابراہیم کا خدا ظلم کو برکت نہیں دیتا۔ عہد کبھی بھی ظالموں کے لیے ڈھال نہیں تھا۔ یہ ایمانداروں کے ذریعے اٹھایا جانے والا بوجھ تھا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس عہد کو سلطنت کے جواز کے لیے توڑ مروڑ دیا، وہ نہ تو مبصرین کو جواب دیں گے اور نہ ہی سیاستدانوں کو، بلکہ اسی خدا کو جواب دیں گے جس کے نام کی وہ توہین کرتے ہیں۔